Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN Print ISSN

3006-4635 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

Women's Rights in Islam and other Non-Divine Religions... A Research and Comparative Review

دین اسلام اور دیگر غیر الہامی مذاہب خواتین کے حقوق...... تحقیقی وتقابلی جائزہ

[1]Ghulam Mujtaba Memon
[2]Manzoor Ahmed Memon
[3]Ghulam Ali Bozdar

[1]Lecturer, Govt. Boys Degree College Sehwan Sharif
[2]Lecturer, Govt. Boys Degree College Sehwan Sharif
[3]Lecturer, Govt. Girls Degree Collge, Qasba Colony, Karachi

Abstract

When the Almighty Allah created humans, He sent prophets from among humans for their religious and moral education so that they could educate humans in all aspects of religion and worldly life through the message brought by the Almighty, and humans could recognize their position that the Almighty gave them. With the passing of time, where humans believed in the Almighty in the confirmations of the prophets, humans openly acknowledged the great and superior God and disobeyed, as a result of which, on the one hand, those people came into existence who followed the law brought by the prophets from God, those people were called Semitic, that is, followers of Semitic or uninspired religions, and on the other hand, those people came to the fore who, while denying the law of the prophets, set up their own religious and worldly, social and cultural, economic and military laws in contrast to their teachings. The basis of which was extremely market-oriented reason. The enforcers of these self-imposed laws are called followers of non-Semitic (non-inspired) religions. These include Hinduism, Buddhism, Sikhism and Jainism in particular. These are religions in which each of them has talked about the rights of women, but women are not at all satisfied with their rights. In comparison, women in Islam are fortunate in every way. The article under review has analyzed and compared the nature of women's rights in these non-Semitic or non-inspired religions and whether women are comfortable with their rights or are skeptical. This analysis will show that the religion that firmly protects women's rights in every respect is the best.

Article Details:

Received on 12 Nov, 2025
Accepted on 08 Dec 2025
Published on 09 Dec, 2025

Corresponding Authors*

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635 Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

تمہید:

جب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا تو ان کی دینی اور اخلاقی تعلیم کے لیے انسانوں میں سے انبیاء بھیجے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے لائے ہوئے پیغام کے ذریعے انسانوں کو دین اور دنیاوی زندگی کے تمام پہلوؤں سے آگاہ کر سکیں اور انسان اپنے اس مقام کو پہچان سکیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہاں انسانوں نے انبیاء کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، وہیں انسانوں نے کھلے عام خدائے بزرگ و برتر کو تسلیم کیا اور نافرمانی کی، جس کے نتیجے میں ایک طرف وہ لوگ وجود میں آئے جنہوں نے خدا کی طرف سے پیغمبروں کے لائے ہوئے قانون پر عمل کیا، وہ لوگ سامی کہلائے، یعنی غیر مذہب کے پیروکار، اور دوسری طرف ان لوگوں کو سامی کہا گیا۔ جنہوں نے انبیاء کی شریعت کا انکار کرتے ہوئے ان کی تعلیمات کے خلاف اپنے مذہبی اور دنیاوی، سماجی اور ثقافتی، معاشی اور معاشرتی منافقانہ قوانین بنائے۔ جس کی بنیاد انتہائی مارکیٹ پر مبنی وجہ تھی۔ ان خود ساختہ قوانین کو نافذ کرنے والوں کو غیر سامی (غیر الہامی) مذاہب کے پیروکار کہا جاتا ہے۔ ان میں خاص طور پر ہندومت، بدھ مت، سکھ مت اور جین مت شامل ہیں۔ یہ وہ مذاہب ہیں جن میں سے ہر ایک نے عورتوں کے حقوق کی بات کی لیکن خواتین کو جائز حقوق نہ مل سکے۔ اس کے مقابلے میں اسلام میں عورتیں ہر لحاظ سے خوش قسمت ہیں، انہیں جائز حقوق سے نوازا گیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں ان غیر سامی یا غیر الہامی مذاہب میں خواتین کے حقوق کی نوعیت کا تجزیہ اور موازنہ کیا گیا ہے کہ آیا خواتین اپنے حقوق سے مطمئن ہیں یا شکی ہیں۔ اس تجزیے سے معلوم ہوگا کہ واحد مذہب جو خواتین کے لیے ہر لحاظ سے یقینی اور محفوظ ہے وہ اسلام ہے۔

ذیل میں ہم ان غیر الہامی مذاہب کا مختصر مگر جامع تعارف اور ان مذاہب میں عورت کے حقوق کا تجزیہ پیش کر رہے ہیں اور ان کے مقابلہ میں دین اسلام کا تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے:

(1)۔ ہندو مذہب کا تعارف:

ہندومت دنیا کے قدیم مذاہب میں سب سے قدیم اور پیچیدہ ترین مذہب ہے۔ عیسائیت اور اسلام کے بعد ہندو مذہب دنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے۔ ہندومت کے کچھ مذہبی نظریات اور شکلیں تیسری ہزار سال قبل مسیح کی ہیں۔ ہندومت میں تقریباً ہر مذہب کی کوئی نہ کوئی شکل یا انداز موجود ہے جو قابل فہم یا فعال رہا ہے۔ یہ اکثر تمام مذاہب میں سب سے زیادہ روادار ہے۔ اس کا دائرہ حیوانیت سے لے کر کچھ جدید ترین اور مفصل فلسفیانہ نظاموں تک پھیلا ہوا ہے، اور اس وسیع سلسلہ کے اندر، ہندو مذہب ہزاروں دیوتاؤں، ان کے مندروں اور ان کے پجاریوں کو جگہ دیتا ہے۔1

ہندو مذہب میں عورت کا مقام و مرتبہ:

ہندومت میں مجموعی طور پر عورت کی شخصیت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اسے صرف مخصوص فرائض انجام دینے والے شخص کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اس کی سب سے اہم ذمہ داری بیٹے کو جنم دینا ہے۔ عورت کے لیے مناسب کردار صرف بیوی اور ماں کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ہندو کلچر یہ نہیں مانتا تھا کہ عورت مردوں کے برابر ہے۔ انہیں گناہ کی جڑ اور مصائب کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ ہندو مذہب کہتا ہے کہ شادی شدہ عورت کو اپنے شوہر کی خدمت کرنی چاہیے اور یہ سب سے بڑی عبادت ہے۔ منو کے مطابق، جب ایک عورت مرد کا نصف بن جاتی ہے، تو اس کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ اپنا گیا

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635 Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

(ایک مذہبی تقریب) انجام دے اور مردوں سے مختلف برتاؤ کرے۔ ہندومت میں اولاد پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہے جسے بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ اگر شوہر اپنے طور پر بچے پیدا نہیں کر سکتا تو وہ اپنی بیوی کو کسی اور سے شادی کرنے پر مجبور کر سکتا ہے تاکہ وہ بچے پیدا کر سکے۔

ویدک عہد:

ویدک دور میں لوگوں کا خواتین کے بارے میں ایک آزادانہ رویہ تھا، اور وہ مذہبی اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔ ابتدائی دور میں خواتین کو ایک اعلیٰ مقام حاصل تھا، لیکن یہ رفتہ رفتہ آخر تک زوال پذیر ہوا۔

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635
Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

قرونِ وسطیٰ:

قرون وسطیٰ کے عہد میں ہندوستان کی خواتین کا معاشرہ میں درجہ کمتر تھا۔ اس میں ستی کا رواج، بعض اوقات اعلیٰ طبقے میں رائج ہوتا ہے، بچپن کی شادی جیسی برائیاں اور بیوہ کی دوبارہ شادی کی ممانعت شامل تھی۔ برصغیر پاک و ہند پر مسلمانوں کی حکمرانی نے ہندوستان میں پردے کا رواج متعارف کرایا۔

اسلام کے ظہور سے پہلے دنیا کی شائستہ اور بے ہودہ، مہذب اور غیر مہذب قوموں اور لوگوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ دوسرے مذاہب کی طرح ہندومت میں بھی خواتین کو توہین آمیز القابات دیے گئے:

"عورت کو بچپن میں باپ کے ماتحت، جوانی میں شوہر کے اور عورت بننے کے بعد اپنے بیٹوں کے زیر سایہ رہنا پڑتا ہے۔ ہندو سماج میں عورت اور مرد کی حیثیت برابر تھی۔ درختوں اور کمائی پر عورتوں کا کوئی حق نہیں تھا۔ لڑکی کو بدغیبیں کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ ایسی صورت میں وہ نہ تو اپنے باپ کے مال کا وارث بن سکتی تھی اور نہ ہی اپنی جائیداد کی مالک تھی۔ لڑکی کی پیدائش بدغیبیں کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ بادشاہ اور امرا ایک سے زیادہ شادیاں کرتے تھے۔" 2

"ہندو مذہب میں، عورتیں دولت کی طرح جوئے میں جیتی اور ہاری جاتی تھیں، بالکل اسی طرح جیسے پانڈووں کے بڑے بھائی، دمتریہ، دروپدی کے مشترکہ وارثوں کے ساتھ جوئے میں ہارے تھے۔ ہندومت میں عورتوں کا فرض سمجھا جاتا ہے کہ وہ شادی کریں اور مردوں کی خواہشات کو پورا کریں۔" 3

"یہ رائے پختہ ہے کہ مردوں کی خواہشات کو پیدا کرنا اور ان کی تکمیل کرنا عورتوں کی ذمہ داری ہے، اس لیے تمام عورتوں پر لازم ہے کہ وہ شادی کر لیں اور شادی کی عمر کو پہنچتے ہی احتیاط کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔ لڑکیوں کی شادی بہت کم عمر میں کر دی جاتی ہے۔" 4

تمدن ہند کہ مصنف ڈاکٹر لی بان لکھتے ہیں کہ:

"بیواؤں کو ان کے شوہروں کے ساتھ جلانے کا خیال کوئی معمولی بات نہیں ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ ہندوستان میں بیوہ پن کو انتہائی بدقسمت اور برائی سمجھا جاتا ہے۔ جب عورت کا شوہر مر جاتا ہے تو اس کی موت اس کے لیے عذاب بن جاتی ہے۔" 5

(Hindu Manners, Customs and Ceremonies میں مصنف ہندومت میں بیوہ کی حیثیت کے متعلق کچھ اس طرح لکھتے ہیں:

"بیوہ کو اپنی موت تک ساری زندگی سوگ میں رہنا پڑتا ہے۔ بیوہ کے لیے ماتم کی علامات درج ذیل ہیں۔ اسے ہر ماہ اپنے بال کٹوانے پڑتے ہیں۔ اسے زعفران کھانا منع ہے۔ اسے کسی قسم کے زیورات اور ہر قسم کے زیورات پہننے سے منع کیا گیا ہے۔ اسے سفید کے علاوہ کسی رنگ کا لباس نہیں پہننا چاہیے اور نہ ہی جسم کے کسی حصے پر زعفران لگانا چاہیے اور نہ ہی کسی تفریح یا شادی بیاہ جیسے خاندانی اجتماعات میں شرکت کرنا چاہیے، کیونکہ بیوہ کی موجودگی کو ہر کوئی بدقسمتی کی علامت سمجھتا ہے۔ اسے ہر قسم کی ذلت اور رسوائی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ ان حالات میں عورت دھرم کی

تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے اور اپنے شوہر کے نقش قدم پر چلنے کو ترجیح دیتی ہے اور اس کی موت کے ساتھ ہی باعزت ستی بن جاتی ہے۔"6

ہندومت میں جن عورتوں کے بچے ہوتے ہیں ان کو دھرتی ماں اور دولت کی دیوی سے تشبیہ دے کر پوجا جاتا ہے، جب کہ عام طور پر عورتوں کی عفت و پاکیزگی کو سوالیہ اور مبہم سمجھا جاتا تھا۔ ہندومت میں ایک طرف خواتین کو دیوی کا درجہ دیا گیا تو دوسری طرف انہیں ہر قسم کے گناہوں کا منبع، عبادت و ریاضت کی راہ میں ایک مضبوط چٹان اور تمام برائیوں اور برائیوں کا منبع سمجھا گیا۔ مانو کا خیال ہے کہ عورت کا وجود ہر قسم کے فریب کا ذریعہ اور بری خواہشات کی آماجگاہ ہے۔ ہندو قانون کہتا ہے کہ قسمت، طوفان، موت، جہنم، زہریلے سانپ، ان میں سے کوئی بھی عورت جتنا برا نہیں ہے۔

دین رحمت کی مصنف چانکہ نیتی میں عورتوں کے متعلق یہ خیالات لکھتے ہیں:

" جھوٹ بولنا، بغیر سوچے سمجھے کام کرنا، فریب، چالاکی، حماقت، لالچ، نجاست اور بے رحمی عورت کے فطری عیبوں میں سے ہیں۔"

شہزادوں سے تہذیب اخلاق، عالموں سے شیریں کلامی، قماربازوں سے دروغ گوئی اور عورت سے مکاری سیکھنی چاہیے۔

2- بدھ مت کا تعارف:

بدھ مت کا آغاز چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندو مذہبی نظام کی وضاحت کے طور پر ہوا۔ بلاشبہ اسے کئی صدیوں تک ہندوستان میں وسیع قبولیت حاصل رہی۔ تاہم، تیسری صدی قبل مسیح میں اس نے ہندومت کی کسی بھی شکل، یعنی مشنری سرگرمی کے لیے ایک غیر معمولی چیز تیار کی۔ ہندوستان کے حکمرانوں نے بدھ مت کے مشنریوں کو پڑوسی ایشیائی ممالک میں بھیجا۔ اسی وقت، بدھ مت میں نئے خیالات پیدا ہو رہے تھے، جو ایشیائی لوگوں کے لیے تیزی سے پرکشش ہوتے گئے۔ مشنری سرگرمی اور نئے خیالات کا امتزاج چین، جاپان، کوریا اور چینی ہندوستان میں اس کی تیز رفتار ترقی کا باعث بنا۔ جب بدھ مت اپنے غیر ملکی پروپیگنڈے میں کامیاب ہو رہا تھا، وہیں ہندوستان میں ہندوازم کی بحالی سے اسے ایک طرف دھکیل دیا جا رہا تھا۔ ہندوستان کے مسلمان فاتحوں نے وہاں بدھ مت کے آخری آثار کو تباہ کر دیا اور آج اس کے پیروکار دیگر ایشیائی اقوام میں پائے جاتے ہیں۔8

بدھ مت میں عورت کا مقام و مرتبہ:

بدھ مت ایک جدید مذہب ہے اور اگرچہ اس کی کچھ تعلیمات کہتی ہیں کہ عورتیں ناپاک ہیں اور اگر وہ ان کے ساتھ تعلق میں رہیں تو ان کو بچایا نہیں جا سکتا، لیکن بدھا نے عورتوں سے ناطہ توڑ لیا اور بدھ مت بن گئے۔ بدھ مت میں خواتین کو سماجی اور مذہبی آزادی حاصل تھی جو کہ ہندومت میں خواتین کے ساتھ سلوک سے مختلف تھی۔ ابتدا میں بدھ مت میں خواتین کو عبادت میں شامل نہیں کیا گیا تھا، لیکن بعد میں ان کو بھی شامل کر لیا گیا۔ جب عورتوں کو عبادت میں شامل کیا گیا تو مہاراج نے کہا کہ پہلے یہ مذہب ایک ہزار سال تک رہنے والا تھا، اب یہ پانچ سو سال تک چلے گا۔ بدھ مت میں مرد اور عورت کے تعلقات کو اعلیٰ اخلاقی معیارات کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔۔ بدھ مت میں عورت کے بارے میں خیالات کا ایک نمونہ مذہب اور اخلاق کے انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار نے ایک بدھ مفکر کے قول کو پیش کیا کہ:

"پانی کے اندر مچھلیاں ناقابل فہم عادتوں کی طرح عورت کی فطرت بھی ہے اس کے پاس چوروں کی طرح متعدد حربے ہیں اور سچ کے پاس سے اس کا گزارا بھی نہیں۔"9

گوتم بدھ کی تعلیمات میں خواتین کے حقوق:

گوتم بدھ نے عورتوں کو بیوی کے طور پر معاشرے میں بلندی عطا کی، کیونکہ ہندو معاشرے میں عورتیں صرف اپنے شوہروں کی خادمہ اور خادمہ تھیں، ان کے اپنے کوئی حقوق نہیں تھے اور وہ ظلم و جبر کا شکار بھی تھیں۔ بدھ مت میں اسے کچھ عزت ملی، یہاں بھی ہم خواتین کے بارے میں ملے جلے تاثرات پڑھ سکتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ گوتم بدھ نے خود عورتوں کی مذمت نہیں کی بلکہ انہیں یہ مشورہ بھی دیا کہ وہ انہیں خطرہ سمجھیں اور حتی الامکان ان سے دور رہیں۔ اس کے باوجود، یہ واضح ہے کہ مجموعی طور پر، بدھ مت خواتین کے لیے ہندو مت کے مقابلے میں قدرے بہتر تھا۔

اسی بارے میں لیوس مور اپنی کتاب "مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا" میں لکھتے ہیں:

"بدھ مت میں جہاں میاں بیوی کے تعلقات اور ان کے باہمی رویے کے لیے بہت سے اصول و ضوابط بیان کیے گئے ہیں، وہیں بیوی کے اپنے شوہر کی اطاعت اور اس کی اطاعت کا کوئی خاص ذکر نہیں ہے۔ شوہر پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کی ساکھ کو نقصان نہ پہنچائے۔ وہ اس کی عزت کرے، اس کے پہننے کے لیے کپڑے لائے، اس کے زیورات خریدے تاکہ وہ اپنے آپ کو سنوارے، اس کی ضروریات کا پورا خیال رکھے اور بیوی کو فضول خرچی سے بچنا سکھایا جائے جو اس کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ عورت سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے گھریلو کاموں میں عقلمندی کا مظاہرہ کرے۔ بدھ مت کی ایک بہت بڑی سچائی ہے، جسے ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں، کہ اس مذہب میں غیر شادی شدہ زندگی کو زندگی کی سب سے بڑی خوبی سمجھا گیا ہے اور اسے ایک خوبی کے طور پر قبول کیا گیا ہے۔ ایک بار گوتم بدھ نے کہا تھا کہ عقلمند آدمی کو شادی شدہ زندگی سے ڈرنا چاہیے۔ اسے کوئلے کی کان سمجھو جو آگ سے جل رہی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آدمی گھر میں رہتا ہے تو وہ پاکیزہ زندگی کیسے گزار سکتا ہے۔ ان تمام چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بدھ مت نے غیر شادی شدہ زندگی کو بہترین سمجھا، لیکن اس نے راہبوں کے لیے بھی ایسے اصول بنائے کہ وہ ایک دوسرے کو اپنا دوست سمجھیں، ایک دوسرے کا احترام کریں اور ایک دوسرے پر بھروسہ کریں۔"10

بدھ مت میں عورت کے شوہر کی موت کے بعد دوبارہ شادی کرنے پر کوئی ممانعت نہیں تھی۔ گوتم بدھ نے اس سلسلے میں عورتوں پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ اگرچہ بنیادی ذرائع اس معاملے پر خاموش ہیں لیکن بدھ مت کے معاشرے میں خواتین کو یہ آزادی دی گئی تھی کہ وہ شادی کریں یا بغیر شادی کے زندگی گزاریں۔ گوتم بدھ کے زمانے میں، یک زوجیت کا رواج تھا، اور تعدد ازدواج کو پسند نہیں کیا گیا تھا، لیکن اس میں کوئی واضح ممانعت نہیں تھی کہ مرد دوسری عورت سے شادی نہیں کر سکتا تھا۔ درحقیقت اس حوالے سے بدھ مت کی تعلیمات نامکمل ہیں لیکن اس معاشرے میں ایسی مثالیں بھی موجود تھیں جہاں کچھ لوگوں نے ایک سے زائد خواتین سے شادی کی۔

جیسا کہ I, B , HORNER لکھتی ہیں:

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635 | Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

"پاسنادی کی پانچ بیویاں تھیں ایک ملکہ و سب سے بڑی شہزادی تھیں دوسری وساکھا، تیسری ابیری، چوتھی ورتھیسوما اور پانچویں سکوتا۔"11

بدھ مت کی زندگی میں 73 خواتین اور 160 مردوں نے نروان حاصل کرکے انسانی زندگی کی بہترین سطح تک پہنچنے کی کوشش کی۔ جب بدھ مت کی تبلیغ ہو رہی تھی، خواتین ہی تھیں جنہوں نے سب سے زیادہ مالی تعاون کیا اور اس عورت کے بارے میں جنہوں نے بدھ کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا۔ مہاتما بدھ نے کہا کہ ایک انتہائی مذہبی عورت جو بھوکوں کو کھانا کھلاتی ہے اسے کھانے کے ساتھ مندرجہ ذیل چار چیزیں دیتی ہیں:

(1) ۔زندگی کی توانائی دیتی ہے،(2)۔رُوپ عطا کرتی ہے،(3)-خوشی دیتی ہے(4)۔قوت بھی دیتی ہے۔12

مہاتما بدھ نے ایک پیشین گوئی یہ بھی کی تھی کہ:

" عورتوں کو جماعت میں شامل کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پانچ سال کے اندر لوگ مذہبی احکام کو بھول جائیں گے۔"

3۔ جین مت میں عورت کا مقام و مرتبہ:

جین مت کے مطابق عورتیں نیکی سے خالی ہیں اور تمام برائیوں اور نفی کی جڑ ہیں۔ اس لیے یہ مذہب مردوں کو عورتوں کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات نہ رکھنے، عورتوں کی طرف نہ دیکھنے اور ان سے منفی انداز میں بات کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

اگرچہ جین مت میں، ہندو مت کے برعکس، خواتین کو مذہبی حقوق حاصل ہیں، لیکن یہ خواتین اور مردوں کو راہبانہ زندگی گزارنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جین مت میں تعدد ازدواج ممنوع ہے اور بیواؤں کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔13

ایتا بھوکرم دویدی لکھتے ہیں:

"جین مت ایک ایسا مذہب ہے جو تمام جانداروں خصوصاً انسانوں کی یکساں تعلیم کو تسلیم کرتا ہے، اس طرح خواتین بھی حقیقی علم اور آزادی کی تلاش میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ جینوں کی روزمرہ کی زندگی عام مردوں، عام خواتین، راہباؤں اور راہبوں کے چار طبقات پر مبنی ہے۔ بہت سی مذہبی اور ثقافتی شخصیات دیوی ہیں اور کئی ممتاز خواتین نے جین کی کتابوں اور کہانیوں میں اہم کردار ادا کیے ہیں۔ سولہ، مفتیو اور نیک خواتین مثالی مذہبی خصوصیات کی مثال دیتی ہیں اور جین خواتین کی طرف سے ان کی تقلید کی جاتی ہے۔ کھانے، روزہ رکھنے، بھجن گانے، عبادت کرنے اور مذہبی تہواروں میں حصہ لینے سے متعلق جین مذہبی سرگرمیاں کمیونٹی کی خواتین کے گرد گھومتی ہیں۔ جین فلسفہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر فرد اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور اسے اس کے نتائج بھگتنا ہوں گے۔ خواتین اپنی روحانی ترقی کو بڑھانے کے لیے جین صحیفے پڑھ سکتی ہیں، لیکن چونکہ وہ اپنے مرد ہم منصبوں کے مقابلے میں عام طور پر کم تعلیم یافتہ ہوتی ہیں، اس لیے وہ اس موقع سے فائدہ اٹھانے سے قاصر ہیں، حالانکہ یہ جدید دور میں بدل رہا ہے۔ جین مت کے دو فرقے، دگمبر اس اور

Policy Journal of Social Science Review
Online ISSN Print ISSN
3006-4635 3006-4627
Vol. 3 No. 12 (2025)

سویتامبراس، جین مت میں خواتین کے کردار کے بارے میں مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ دگمبروں میں، آزادی کے راستے کے لیے ایک ضروری عنصر لباس یا عریانیت کی کمی ہے۔ چونکہ یہ خواتین پر لاگو نہیں کیا جا سکتا، دھاروں کے مطابق، وہ صرف اسی صورت میں آزادی حاصل کر سکتی ہیں جب وہ مردوں کے طور پر دوبارہ جنم لیں۔"14

جین مت میں عورت:

جین مت کا ماننا ہے کہ خواتین نیکی کرنے کی قوت سے خالی ہیں اور تمام برائیوں اور برائیوں کی جڑ ہیں، اس لیے یہ مردوں کو ان کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعلقات رکھنے کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ جین مت میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق حاصل ہیں، لیکن انہیں راہبانہ زندگی گزارنے کی اجازت ہے۔

جین مت میں خواتین کو تعلیم کا حصول:

جین مت اپنی تعلیمات اور عقائد کے ساتھ خواتین کی تعلیم کو بھی اہمیت دیتا ہے اور انہیں اپنی مذہبی روایات کا حصہ مانتا ہے۔ جین مت کے پیروکاروں کے لیے، خواتین بھی نجات کے راستے پر اپنی تعلیم اور عبادت جاری رکھنے کا ایک اہم حصہ ہیں۔ جین مت کے تعلیمی اصولوں میں عدم تشدد اور عدم لگاؤ کی اہمیت شامل ہے اور یہ اصول خواتین کے لیے بھی قائم ہیں۔ جین مت کے مطابق خواتین کو ان اصولوں کو اپنی زندگی کے ہر پہلو میں لاگو کرنے کا حق دیا گیا ہے۔

4۔ سکھ مت میں عورت کے حقوق:

سکھ مت برصغیر کا ایک بڑا مذہب ہے، یہ دراصل پنجاب (ہندوستان) کا مذہب ہے، اس کی تاریخ تقریباً 911 سال پرانی ہے۔ اس کا آغاز شہنشاہ اکبر کے دور میں ہوا، سکھ مذہب کا بانی عفان گروفان پہلے ہندو تھا، جس سے وہ نفرت کرتا تھا، اور اس مذہب کو ترک کرنے کے بعد وہ ہندومت سے خوفزدہ تھا، لیکن اسلام قبول نہیں کیا، وہ اسلام کی رسومات کی تعریف کرتا تھا، لیکن اس نے کلمہ حق نہیں پڑھا۔

دنیا کے بڑے مذاہب میں مصنف لکھتے ہیں:

> "سکھ روایت کے مطابق، گرونانک دریا میں غائب ہونے کے وقت خدا کی موجودگی میں تھے، جہاں انہیں خدا کی طرف سے براہ راست محبت کا پیالہ دیا گیا اور خدا کی یاد کی اشاعت کی ذمہ داری سونپی گئی۔"15

سکھ مت کے بانی، گرونانک نے اپنی زندگی پوری طرح گزاری، جس میں شادی اور اس کے بعد کی زندگی بھی شامل ہے۔ سکھ کا مطلب ہے وہ جو تعلیم یافتہ ہے، جو سیکھتا ہے، سکھ کو سکھ کہا جاتا ہے کیونکہ اس مذہب میں کامیابی گرو کی پیروی کے بغیر ممکن نہیں۔ صرف گرو کے ساتھ رہ کر سیکھنے سے ہی کوئی شخص اپنے مذہب پر مضبوطی سے قائم رہ سکتا ہے، اس لیے اس کی بہت اہمیت ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ سکھ مذہب کا ایک شخص اپنے مذہب پر شدید عقیدت اور پیروی رکھتا ہے۔

سکھوں کے متعلق یوسف خان لکھتے ہیں:

"سکھوں کو اس عقیدے کا جنون ہے کہ اسلام اور ہندومت دونوں ہی زیادتیوں اور زیادتیوں کا شکار ہیں۔"16

سکھ مت میں عورت کا مقام و مرتبہ:

جب سکھ مت کی بنیاد رکھی گئی تو گرونانک کا خواتین کے مساوی مقام کی وکالت کرنے کا فیصلہ انقلابی تھا۔ گرونانک کے دور میں خواتین کو معاشی اور تعلیمی آزادی نہیں دی گئی تھی اور نہ ہی اکن و سیاسیت کے میدان میں دیکھا گیا تھا، سکھ مت میں بیویوں سے یہ توقع رکھی جاتی تھی کہ وہ اپنے مردوں کی خدمت گزاری کریں گی اور چپ چاپ اپنا گھر چلائیں گی۔

بانی سکھ مذہب گرونانک فرماتے ہیں:

"ایک مرد عورت میں حاملہ ہوتا ہے، وہ عورت سے پیدا ہوتا ہے، اس کی ایک عورت سے منگنی ہوتی ہے اور اس سے شادی ہوتی ہے، وہ اس سے دوستی کرتا ہے۔ ہم اس کی مذمت کیوں کرتے ہیں جس سے بادشاہ بھی پیدا ہوتے ہیں۔ عورت عورت سے پیدا ہوتی ہے، عورت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔"17

سکھ مت میں برابری کی بنیاد پر حقوق:

سکھ مذہب شوہر اور بیوی کو مختلف جنس مانتا ہے۔ تاہم، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک جنس دوسری سے برتر ہے۔ میاں بیوی خدا کی نظر میں برابر ہیں، اس لیے انہیں برابر کے مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔ سکھ مذہب میں کوئی عہدہ صرف مردوں کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ میاں بیوی ایک ساتھ عبادت میں شریک ہو سکتے ہیں۔

سکھ مت کی مذہبی تعلیمات کے مطابق، گرونانک نے اصرار کیا کہ خواتین بھی مردوں کے برابر سلوک کی مستحق ہیں۔ بابا گرونانک نے اپنی تعلیمات میں واضح کیا ہے کہ مرد اور عورت کے حقوق برابر ہیں۔ اس نے اور بعد کے تمام گروؤں نے تمام معاملات میں مردوں اور عورتوں کو یکساں طور پر مخاطب کیا ہے۔ انہوں نے عبادت اور دیگر کاموں دونوں میں حوصلہ افزائی کی ہے۔ کامیابی حاصل کرنا دونوں کے لیے اہم ہے، اس لیے سکھ مذہب میں دونوں اپنے فرائض کو پوری طرح نبھانے کے پابند ہیں۔

موروثی حقوق:

سکھ مت میں، بیوی کے وراثت کے حقوق کا کبھی کوئی مسئلہ درپیش نہیں رہا۔ بیویوں کو ان کے تمام واجبات ادا کیے جاتے ہیں اور ان کو باقاعدہ تعلیم سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے۔ سکھ مت میں کسی موروثی دعویٰ کے حوالہ سے کوئی ممانعت یا پابندی نہیں ہے۔

خواتین کے املاک کے حقوق:

ایک سکھ نقطہ نظر میں پروفیسر دلیپ سنگھ لکھتے ہیں:

" چونکہ تمام بچے، مرد اور عورت، ہر لحاظ سے یکساں ہیں، اس لیے والد کی جائیداد بچوں میں برابری کی بنیاد پر تقسیم ہوتی ہے۔ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ عورتیں مرد کے بچوں میں برابر کی شریک ہیں۔"18

بیوی پر گھریلو ذمہ داریاں:

سکھ مت کا یہ حسن ہے کہ اس میں اعلیٰ درجہ کی اطاعت کی تلقین اور تنبیہ کی گئی ہے، سکھ مذہب کی خوبصورتی یہ ہے کہ اسے اعلیٰ درجے کی اطاعت کی تلقین اور تلقین کی گئی ہے۔ یہی خاندان ہے جسے اپنا سمجھنا اور قبول کرنا ہے۔ اسے عزت کا یہ لبادہ پہنا کر اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے شوہر، اس کے گھر اور اس کے خاندان کی پوری لگن اور لگن سے خدمت کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی بات نہیں مانتی اور اس کی نافرمانی کا سہارا لیتی ہے اور اطاعت کرنے کے بجائے اس سے اطاعت کا مطالبہ کرتی ہے اسے بے وقوف اور مکار سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ گرنتھ صاحب میں مذکور ہے :

"ویس کرے کروپ گلھنی کھوٹے کوڑیار پر کے بھانے ناچلے حکم کرے وار19

جو عورت اپنے شوہر کی بات نہیں مانتی بلکہ اسے اس کی بات سننے پر مجبور کرتی ہے اس کے دل میں عیب ہے، وہ جھوٹی اور بے وقوف ہے۔ جبکہ بابا گرونانک ایک ایسی عورت کے بارے میں لکھتے ہیں جس میں ان خصوصیات کی کمی ہے:

کچیل گروپ کنار گلھنی پر کا سہج نا جانیا
ہر رس رنگ رسن نہیں ترپتی درمت دوکھ سمانیا20

اگر عورت اپنے شوہر کے مزاج کو نہ سمجھے تو وہ اپنی زندگی سکون اور آرام سے نہیں گزار سکے گی، کیونکہ یہ ایک بہت بڑی خامی ہے جو اس کے ظاہری حسن اور دلکشی کو بھی چھپا لیتی ہے۔21

سکھ مذہب میں طلاق کا نظریہ:

سکھ مذہب میں طلاق کو انتہائی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، لیکن سکھ مذہب میں اسے اس لیے ممکن بنایا گیا ہے کہ اگر کسی بھی شخص کی زندگی اس رشتے سے ہم آہنگ نہ ہو تو اس کی زندگی جہنم نہ رہے بلکہ وہ اس جہنم سے نکل کر اپنی زندگی قواعد کے مطابق گزار سکے۔۔ جیسا کہ Wo.oven Cole اپنی کتاب The sikh میں طلاق کے بارے میں لکھتے ہیں:

"Divorce is discourged but possible"22

"طلاق کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے، مگر یہ ممکن تو ہے"

سکھ مت میں شوہر کی وفات یا اس کی جانب سے طلاق ملنے پر دوبارہ شادی کو بھی معیوب نہیں سمجھا گیا ہے اور شادی کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور معاشرے میں اس کو قبول کیا جاتا ہے، جیسا کہ کتاب " The sikh" میں اس طرح درج ہے:

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN Print ISSN

3006-4635 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

" بیواؤں کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت ہے، لیکن جب وہ غیر شادی شدہ رہیں تو وہ بیوہ ہوتی ہیں۔ ان کا احترام کیا جانا چاہیے اور انہیں خاندان اور گھر کی زندگی میں مکمل جگہ دی جانی چاہیے۔ وہ دراصل خاندان کے سربراہ کا عہدہ سنبھال سکتے ہیں۔" 23

5۔ دینِ اسلام میں خواتین کے حقوق:

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو مکمل طرزِ زندگی فراہم کرتا ہے۔ یہ اپنے پیروکاروں کے حقوق اور فرائض کو واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ قرآن مردوں کو اسی طرح مخاطب کرتا ہے جس طرح عورتوں سے مخاطب ہوتا ہے اور ان سے مطالبات کرتا ہے۔ اسلام کے مطابق مذہب کے لحاظ سے مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مرد اور عورت انسانی حیثیت میں برابر ہیں۔ اگرچہ وہ جسمانی طور پر اور دائرہ کار کے لحاظ سے مختلف ہیں، دونوں انسانوں کے طور پر برابر ہیں۔

دینِ اسلام نے جہاں خواتین کو ان کے حقوق سے آگاہی دی، وہیں انہیں ان کی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کیا۔ یہاں ہم خواتین کے حقوق اور ان کے فرائض پر الگ سے روشنی ڈالیں گے۔

اسلام نے واضح کیا ہے کہ عورت کے ساتھ صرف اس لیے ناانصافی نہیں کی جانی چاہیے کہ وہ عورت ہے۔ نہ اس کے حقوق کو پامال کیا جائے اور نہ ہی اس کی شخصیت کو دبایا جائے۔ اللہ کے رسول نے اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کی کہ مرد اور عورت دونوں ان حقوق سے آگاہ ہوں جو اسلام نے انسانوں کو دیئے ہیں۔ دونوں کو اپنے حقوق سے لطف اندوز ہونا چاہیے اور اپنے اپنے دائرہ اختیار میں اپنے فرائض کو صحیح طریقے سے پورا کرنا چاہیے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"خواتین نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی بارگاہ میں ہمیشہ مردوں کا ہجوم رہتا ہے اس لیے ہم آپ سے استفادہ کرنے کے قابل نہیں ہیں تو آپ ﷺ نے ایک وقت مقرر کیا اور ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کو نصیحتیں کیں اور نیک کام کرنے کا حکم دیا۔ پھر مسجد میں عورتوں کے لیے الگ وقت مقرر کیا جس میں عورتیں اکٹھی ہو کر مختلف مسائل پر بحث کرتیں۔"

24

آپ ﷺ نے عورتوں کو مسجد میں آنے اور نماز پڑھنے کی اجازت دی اور فرمایا:

"مسلمان خواتین کو مساجد میں آنے سے نہ روکو۔" 25

دینِ اسلام نے مردوں اور عورتوں کو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا مددگار اور محافظ بنایا ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ" 26

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے حامی و مددگار ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، جن پر اللہ رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔"

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635

Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

دورحاضر میں دین اسلام کو حتی الامکان بدنام کرنے کی سازشیں جاری ہیں۔اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ خواتین کوان کے حقوق سے مکمل آگاہی دی جائے تاکہ وہ اپنے حقوق کو جانیں۔خواتین کو دین اور شریعت کے بارے میں علم بہت محدود ہے جس کی وجہ سے خاندانی مسائل جنم لے رہے ہیں اور اس کی بنیاد پر خواتین کا استحصال کیا جاتا ہے۔دین اسلام نے خواتین کو مختلف معاملات میں جو حقوق دیے ہیں۔ان حقوق کی فہرست طویل ہے لیکن ذیل میں ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

جائیداد کا حق:

اسلام میں لڑکیوں کو وراثت میں لڑکوں کے برابر حق حاصل ہے۔قرآن پاک میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ والدین کی وراثت میں لڑکیوں کا بھی حصہ ہے۔اس طرح عورتوں، بیٹیوں، بیویوں اور ماؤں کو مختلف حیثیتوں میں وراثت میں حصہ دار سمجھا جاتا ہے۔یہی نہیں اسلام میں خواتین کو جائیداد کی خرید وفروخت کا مکمل اختیار حاصل ہے اور انہیں اپنی مرضی سے مال کمانے اور خرچ کرنے کا بھی پورا اختیار ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

> لِلّرِّجَالِ نَصِیبٌ مِّمّاتَرَکَ الوَالِدَانِ وَالاَقرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِیبٌ مِّمّاتَرَکَ الوَالِدَانِ وَالاَقرَبُونَ مِماقَلَ مِنہُ اَوکَثُرَ نَصِیبًا مفرُوضًا"[27]
>
> "ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے (ورثہ) میں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ لڑکوں کا حصہ ہے اور ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکے میں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ لڑکیوں کا بھی حصہ ہے اور یہ حصے اللہ کی جانب سے مقرر کردہ ہیں"

شادی میں وصیت کا حق:

اسلام شادی کے معاملے میں مرضی، پسند، محبت اور افہام و تفہیم کو انتہائی اہمیت دیتا ہے اور حقیقی معنوں میں میاں بیوی کو جیون ساتھی اور ایک دوسرے کا معاون کا درجہ دیتا ہے۔

قرآن پاک میں عورتوں کو مردوں کا میدان کہا گیا ہے۔بہت سے لوگ اس پر سخت ردعمل دیتے ہیں لیکن اس کی حقیقت پر غور نہیں کرتے۔وہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام عورت کو صرف بچے پیدا کرنے کی مشین سمجھتا ہے، جب کہ عورت کو مرد کے کھیت کہنے کی حقیقت یہ ہے کہ کسان کو کھیت سے گہری محبت ہے، وہ اس کی حفاظت کرتا ہے، اور ہر آفت سے بچاتا ہے۔اس کا دل ہر وقت کھیتی باڑی اور متعلقہ کاروبار میں لگا رہتا ہے اور وہ صرف اپنی کھیتی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اس کا دوسروں کی کھیتی سے کوئی تعلق یا معنی نہیں ہے۔اسلام کسان اور کسان کے درمیان وہی رشتہ اور وہی پیار و محبت چاہتا ہے جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہے۔اسے اپنی بیوی اور شریک حیات کے علاوہ کسی عورت کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہیے۔اسلام بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے اور دونوں کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیے اور وفاداری کا فرض ادا کرنا چاہیے۔ ذرا سوچیے میاں بیوی میں اتنی محبت ہو تو کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ گھر جنت ہے۔

طلاق:

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN Print ISSN

3006-4635 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

محسن انسانیت حضرت محمد مصطفی ﷺ کا فرمان ہے:

"سارے مباح کاموں میں سے سب سے زیادہ غیر پسندیدہ عمل 'طلاق' ہے"28

طلاق کو اس بنیاد پر ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے کہ دین اسلام کا اصل مقصد رشتوں کو مضبوط کرنا اور رشتوں میں پیار اور مٹھاس پیدا کرنا ہے۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو اور میاں بیوی ایک ساتھ رہنے میں تکلیف محسوس کرنے لگیں تو طلاق ہی بہترین چوائس رہ جاتی ہے اور اسلام اس کے لیے بہترین طریقہ بتاتا ہے جس کی تفصیل قرآن پاک کی " سورۃ الطلاق "میں موجود ہے۔ اسلام نے جس طرح مردوں کو طلاق کا حق دیا ہے، اسی طرح عورتوں کو بھی طلاق (خلع) لینے کا حق دیا ہے۔ اگر میاں بیوی کو خدشہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ حقوق و فرائض پورے نہیں ہوں گے تو باہمی رضامندی سے عورت کے لیے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کرنا ممکن ہے۔

قرآن کہتا ہے :

"فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ " 29

"اگر تمہیں ڈر ہو کہ وہ اللہ کی حدود میں نہیں رہ سکیں گے تو عورت اپنے شوہر کو طلاق دینے کے لیے کچھ دے دے، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، اس لیے ان سے تجاوز نہ کرو، اور اپنی حدود میں رہو، جو اللہ کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز کرے گا، وہی ظالم ہیں۔"

عورت اگر چاہے تو اپنے عقد نکاح میں کچھ شرائط شامل کر سکتی ہے، جنہیں پورا نہ کرنے کی صورت میں وہ طلاق دے سکتی ہے۔ اس طرح یہ بات بجا طور پر کہی جا سکتی ہے کہ قرآن نے قدم قدم پر خواتین کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔

اسلام میں بیوہ عورت کو نکاح کا حق:

اسلام سے پہلے بیواؤں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ قدیم ہندوستان میں بیواؤں کو بد قسمت سمجھا جاتا تھا۔ آج کے معاشرے میں بھی بیواؤں کی حالت زار سب کو معلوم ہے۔ اسلام نے خواتین کو اس صورتحال سے نکال کر ان پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اسلام نہ صرف بیواؤں کو شادی کرنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ انہیں شادی کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور دوسری جگہ شادی کرنے میں ان کی مدد کرتا ہے۔

اسلام پوری انسانیت بالخصوص کمزور طبقات کے لیے انصاف اور امن کا پیغام لے کر آیا ہے۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جس نے انسانی زندگی کے لیے واضح ہدایات دی ہیں۔ اس میں خاص طور پر خواتین کی زندگی کے لیے ایسی ہدایات دی گئی ہیں کہ ان کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک نہ کیا جائے اور معاشرے میں ان کا مقام بلند کیا جائے۔ وہ اس میں آرام و سکون کی زندگی گزار سکتے ہیں۔

اسلام عورت کے فرائض:

قرآن حکیم میں ارشاد پاک ہے:

" وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ بَنِيۡنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اَفَبِالۡبَاطِلِ يُؤۡمِنُوۡنَ وَبِنِعۡمَتِ اللّٰهِ هُمۡ يَكۡفُرُوۡنَ" 30

" اللہ تعالٰی نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں اور ان سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تمہیں کھانے پینے کے لیے پاکیزہ چیزیں مہیا کیں۔"

صرف انسانی تخلیق ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی نیکی اور بدی عورت کے وجود سے جنم لیتی ہے۔ تمام اخلاقی اقدار، تعلیمات، کردار اور اسلاف کی روایات ادھر ہی سے پھوٹتی ہیں۔ عورت ایک زندہ وجاوید ہستی ہے اور اس کے وجود سے نیکی اور پاکیزگی کی وہ تمام کلیاں ابھرتی ہیں جنہیں وہ شعوری طور پر نئی نسل میں منتقل کرتی ہے۔ اگر کوئی نیک اور پرہیزگار عورت اپنے بچوں کو اخلاق کے بہترین اصول سکھائے تو گویا وہ پورے معاشرے کی اصلاح کا کام کر رہی ہے۔

ہر انسان کی زندگی کے ابتدائی 25،30 سال انتہائی قیمتی ہوتے ہیں، اس دوران اخلاق و کردار کا سانچہ فروغ پاتا ہے۔ وہ یہ ایام اپنی ماں کی شفقت کے سائے میں گزارتا ہے۔ ماں اپنی مرضی کے مطابق اس پودے کو خون سے سیراب کرتی ہے۔ ذرا سوچئے کہ اگر تعلیم میں کوئی خامی ہے یا خواتین ان پڑھ ہیں تو کسی بھی انسان کے گمراہ اور گمراہ ہونے کے امکانات کتنے سنگین ہوں گے۔

درحقیقت نیکی اور بدی کی راہیں متوازی چلتی ہیں۔ عورت کا بنیادی فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی ایسی خوبصورتی اور خوبی سے تربیت کرے کہ وہ زندگی کے ہر موڑ پر اچھے برے کی تمیز کر سکیں۔

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ امن و سکون کی تمام لہریں گھر سے نکلتی ہیں۔ آج کی عورت کو غور کرنا ہوگا کہ معاشرہ کس غلط راستے کی طرف گامزن ہے اور اسے اخلاقی اور اسلامی اصولوں کے تحت کیسے درست کیا جا سکتا ہے۔ اپنی نسلوں کی تربیت کیسے کریں تاکہ وہ اپنے اسلاف کی روایات کو پامال کیے بغیر آگے بڑھ سکیں۔ جس طرح ایک ماں اپنے بچے کی بھوک اور پیاس کا بہت خیال رکھتی ہے، اس کی صحت کا بھی خیال رکھتی ہے اور اس کے جسم کے اندر پیدا ہونے والی بیماری کو اس کی ظاہری شکل سے پہچانتی ہے اور اس کے علاج کے لیے بے چین اور پریشان ہو جاتی ہے، اسی طرح انسان کو اپنے اندر ان بیماریوں کو پہچان کر ان کا علاج تلاش کرنا چاہیے، جن کے معاشرے پر مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ معاشرے میں تمام برائیاں صرف اس لیے پائی جاتی ہیں کہ لوگ قرآن پاک سے دور ہیں اور اسے سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ خواتین اس معاملے میں مردوں سے بہت پیچھے ہیں۔ جب ایک عورت کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن کریم نے اسے کیا ذمہ داری سونپی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآنی راستے پر تعلیم دے سکے گی۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مذہبی جنون مردوں کے مقابلے خواتین میں زیادہ ہے، لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ خواتین قرآن کو سمجھنے میں ابھی بہت پیچھے ہیں، اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔

آج کل خواتین ہر میدان میں آگے بڑھ رہی ہیں اور مغربیت میں پھنس کر ان کا استحصال کیا جاتا ہے۔ ان خواتین کو بھی قرآن فہمی کے میدان میں آگے آنا ہوگا تاکہ وہ اپنے حقوق کو پہچان سکیں، اپنے آپ کو ظالم مردوں کے استحصال سے بچا سکیں اور نئی نسل کو اخلاقی اصول سکھا کر ایک صالح معاشرے کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

خلاصہ بحث:

ہندومت دنیا کے قدیم غیر مذہبی مذاہب میں سب سے قدیم اور پیچیدہ ترین مذہب ہے۔ ہندومت میں، خواتین کو باغی خصلتوں، مزاج، موہک، دھوکے باز، بے وقوف اور ظالمانہ خصلتوں کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کی سب سے اہم ذمہ داری بیٹے کو

Policy Journal of Social Science Review
Online ISSN Print ISSN
3006-4635 3006-4627
Vol. 3 No. 12 (2025)

جنم دینا ہے۔عورت کے لیے موزوں کردار ہی ایک بیوی اور ماں کے طور پر ابھرتے ہیں۔ہندو کلچر یہ نہیں مانتا تھا کہ عورت مردوں کے برابر ہے۔انہیں گناہ کی جڑ اور مصائب کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔بدھ مت کا آغاز چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندو مذہبی نظام کی وضاحت کے طور پر ہوا۔تاہم، تیسری صدی قبل مسیح میں اس نے ہندو مت کی کسی بھی شکل، یعنی مشنری سرگرمی کے لیے ایک غیر معمولی چیز تیار کی۔

بدھ مت ایک جدید مذہب ہے اور اگرچہ اس کی کچھ تعلیمات کہتی ہیں کہ عورتیں ناپاک ہیں۔بدھ مت میں ابتدا میں عورتوں کو عبادت میں شامل نہیں کیا گیا تھا، عورتوں کو کیا سمجھا جاتا ہے اس کا ثبوت گوتم بدھ کی تعلیمات میں ملتا ہے۔گوتم بدھ اپنے پیروکاروں سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم بچنا چاہتے ہو تو اپنی عورتوں سے تعلقات منقطع کر لو اور گوتم بدھ نے سب سے پہلے اپنی بیوی اور بچوں سے رشتہ منقطع کیا اور بدھ مت بن گئے۔جین مت بھی ایسا ہی ایک مذہب ہے اور تمام جانداروں کی یکساں تعلیم کو تسلیم کرتا ہے، اس طرح خواتین بھی حقیقی علم اور آزادی کی تلاش میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔جین مت کا ماننا ہے کہ خواتین نیکی سے خالی ہیں اور تمام برائیوں اور برائیوں کی جڑ ہیں، اس لیے یہ مردوں کو ان کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعلقات رکھنے کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔جین مت میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق حاصل ہیں، لیکن انہیں خانقاہی زندگی گزارنی چاہیے۔سکھ مت برصغیر کا ایک بہت بڑا مذہب ہے، یہ دراصل پنجاب کا مذہب ہے، اس کی تاریخ تقریباً 911 قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔سکھ مذہب جنس کی بنیاد پر شوہر اور بیوی کو مختلف مانتا ہے۔تاہم، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک جنس دوسری سے برتر ہے۔میاں بیوی خدا کی نظر میں برابر ہیں، اس لیے انہیں برابر کے مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔گرونانک کا خواتین کے مساوی مقام کی وکالت کرنے کا فیصلہ انقلابی تھا۔گرو نانک کے دور میں خواتین کو معاشی آزادی، تعلیم یا آزادی نہیں دی گئی اور نہ ہی انہیں سیاسی میدان میں دیکھا گیا۔سکھ مذہب میں، بیویوں سے اپنے شوہروں کی خدمت کرنے اور خاموشی سے گھر چلانے کی توقع کی جاتی تھی۔لیکن ان تمام مذاہب کے برعکس اسلام خواتین کو مساوی حقوق فراہم کرتا ہے۔یہ قرآن اور احادیث نبوی سے ثابت ہے۔

نتائج:

عورت کو ہر دور میں مطالعہ کیا جاتا رہا۔عورت کے لیے ہر مذہب میں حقوق کو پیش نظر رکھا گیا ، مگر کیسے؟ہندو مت میں عورتوں کو سرکشی کی صفات کا مجموعہ، متلون مزاج، مردوں کو بہکانے والی، جھوٹی، مکار، احمق اور ظالم قرار دیا۔بدھ مت میں پہلے پہل عورتوں کو عبادت میں شامل نہیں کیا جاتا تھا، لیکن بعد میں شامل کیا گیا۔جین مت میں عورت کو عاری از خیر، رائیوں اور منکرات کی اصل جڑ قرار دیتے ہیں۔سکھ مت میں خواتین کو معاشی آزادی کی تعلیم نہیں دی گئی اور نہ ہی مذہبی وسیاسی آزادی کی تعلیم دی گئی، ان سے بس مردوں کی خدمات کی توقع رکھی جاتی ہے۔

سفارشات: Recommendations

زیر نظر آرٹیکل چونکہ ایک خاص تحدید میں ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس موضوع پر مباحثہ کو باقاعدہ تحقیقی انداز میں منظر عام پر لایا جائے، اس مقالہ میں عورت کے ایک خاص پہلو سے بات کی گئی ہے، جبکہ خواتین کے دیگر معاشرتی روّیوں پر بھی لکھا جائے، مثلاً عورت کی میراث کے حوالہ سے، طلاق کے حوالہ سے تاکہ ہر مذہب میں

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635

Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

POLICY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
PJSSR
HTTPS://JOURNALOFSOCIALSCIENCEREVIEW.COM/INDEX.PHP/PJSSR

عورت کی حقانیت واضح ہوسکے۔ عورت سے متعلق نہ صرف دیگر معاشرتی رویوں کو زیر بحث لایا جائے، بلکہ ان کا دین اسلام جو کہ تاقیامت ایک سچا مذہب ہے، کے ساتھ موازنہ بھی کیا جائے۔اور باقاعدہ طور پر عورت کے معاشرتی رویے اور درمیانی سطح پر تعلیم و تربیت میں شامل کیے جائیں۔ وما توفیق الا باللہ۔

References: حوالہ جات

1۔ لیوس مور، مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، نگارشات پبلیشرز، 2003ء
2۔ ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام (لاہور: الفیصل، ناشران وتاجران کتب) ص۔468
3۔ رماشنکر ترپاٹھی قدیم ہندوستان (مترجم سید علی حسن نقوی، ایوالیرقی اردویوا س 39499
4۔ مہابھارت، ص۔78
5۔ Abbe. J.A Duboius trans Henry K. beachamp, C.I.E ,Hindu manners, customs and ceremonies p-207
6۔ Abbe. J.A Duboius trans Henry K. beachamp, C.I.E ,Hindu manners, customs and ceremonies p- 2
7۔ شاہ معین الدین احمد ندوی، دین رحمت، ص۔7
8۔ الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذاہب والاحزاب المعاصرۃ، جلد2، ص۔758
9۔ اسلام اور عورت، ص-16
10۔
11۔ I.B.Horner,Women under Primitive Buddhism(Delhi,Motilal
12۔ ایضاً
13۔ Dona Y.Paul,Frances Wilson(19875).Women In Buddism:Images of the Feminine in theMahayana Tradition.University of California Press ,P 125
14۔ https://www.researchgate.net/publication/372128469_،Women in
15۔ عماد الحسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب جہلم، بک کارنر شوروم، 2013، ص۔282
16۔ یوسف خان، تقابل ادیان (لاہور، بیت العلوم، ص۔170
17۔ گرو گرنتھ صاحب، ص۔515
18۔ ایضاً، ص۔473
19۔ ایضاً، ص۔395
20۔ ایضاً، ص۔439
21۔ ایضاً، ص۔417
22۔ Routledge and Kegan Paul, Ltd. London,) W.owencole and piara Singh Sambhi, the Sikh:1978, p.143
23۔ The Sikh,P-142
24۔ سنن ابوداؤد، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، جلد 1، صفحہ 94، مطبوعہ لاہور

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635 Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

25۔ سنن نسائی/کتاب المساجد/حدیث: 707
26۔ القرآن الکریم: سورۃ التوبۃ، آیت نمبر 71
27۔ القرآن الکریم، سورۃ النساء، آیت نمبر 7
28۔ سنن ابی داؤد، ابن ماجہ
29۔ القرآن الکریم: سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 229
30۔ القرآن الکریم: سورۃ النحل، آیت نمبر 72